Est. 1939 ABC CERTIFIED
بلوچستان کے عوام کا بے باک ترجمان
روزنامہ
نعرۂ حق
Daily Nara-e-Haq Quetta
کوئٹہ
رجسٹرڈ نمبر: 706
چیف ایڈیٹر: عصمت اللہ کاکڑ
Daily.naraehaq@gmail.com
جلد نمبر 84 | 30 جمادی الاول 1448 | بدھ 11 نومبر 2026 | قیمت 6 روپے | شمارہ نمبر 226

صوبے کے وسائل کم لیکن نئے اضلاع بنائے جارہے ہیں، گیس کی اوور بلنگ پر عوام پر رحم کیا جائے، ارکان اسمبلی

بلوچستان اسمبلی اجلاس، نئے اضلاع کے قیام پر تحفظات اور گیس کے شدید بحران پر اپوزیشن کا شدید احتجاج، وفاقی وزیر توانائی نے گیس معاملے پر بلوچستان کو خود کار ٹریفک کی روانگی، وزیر داخلہ نے سوئی گیس حکام کا اجلاس طلب کرلیا

کوئٹہ (این این اے) بلوچستان اسمبلی کے اجلاس میں نئے اضلاع، ڈویژن اور بیوٹی کارنرز کے قیام، تحصیل سمیت سوبے میں گیس کی شدید قلت، لوڈ شیڈنگ اور بجلی بلوں کے معاملے پر حکومتی اور اپوزیشن ارکان اسمبلی نے اظہار خیال کرتے ہوئے حکومت سے مختص فنڈ، ترقیاتی منصوبوں کو ختم کرنے، عوامی مسائل کے فوری حل کا مطالبہ کیا۔ منگل کو 50 سٹ کی تاخیر سے اجلاس اسپیکر بلوچستان اسمبلی لیفٹین (ر) عبدالقادر اچکزئی کی صدارت میں منعقد ہوا، اجلاس میں رکن اسمبلی مرک مان چاکر نے نئے اضلاع اور ڈویژن بنانے پر وزیر اعلیٰ بلوچستان سید سرفراز بگٹی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ضلع نوشکی اور ضلع چاغی کے ہیڈ کوارٹر اور تحصیل نوکنڈی کے ہیڈ کوارٹر پر انٹرنیشنل بارڈر ہے، نوشکی اور چاغی کے ہیڈ کوارٹر پر ایئرپورٹ

Daily Nara-e-Haq
نعرۂ حق
ABC
موبائل نمبر 03214556 عصمت اللہ کاکڑ نے الکریم پرنٹرز کوارٹری روڈ نزد چلڈرن ہسپتال سے چھپوا کر بیورو آفس سے شائع کیا۔

انسانی زندگیاں آوارہ کتوں کے رحم وکرم پر

بہاولنگر منڈی مدرسہ کے نواحی علاقے جسینکا میں آوارہ کتوں کے ایک کمسن طالبہ کو کاٹنے کا دلخراش واقعہ پیش آیا۔ تفصیلات کے مطابق 12 سے زائد آوارہ کتوں نے ایک بارہ سالہ طالبہ کو گھیر کر نوچنا شروع کر دیا اور اسے کھاتے رہے اور اہل علاقہ میں سے کوئی شخص اس مظلوم بچی کو بچانے کے لئے بھی نہ آیا چنانچہ بچی نے تڑپ تڑپ کر موقع پر ہی جان دے دی۔ یہ بچی اپنے گھر سے پڑھنے کے لئے مدرسہ جارہی تھی کہ راستے میں اسے یہ المناک حادثہ پیش آیا۔ اس واقعہ سے علاقے میں خوف وہراس اور شہریوں میں تشویش کی لہر پیدا ہوگئی اور آوارہ کتوں کے اتلاف کے لئے انتظامیہ کی مہم پر سوالات اٹھنے لگے۔ یہ امر واقع ہے کہ اس وقت پنجاب بھر میں آوارہ کتوں کے غول گلیوں بازاروں پارکوں میں اور دوسرے کھلے مقامات پر مٹر گشت کرتے نظر آتے ہیں جن سے کوئی بھی شخص خود کو محفوظ نہیں سمجھتا جبکہ بلدیاتی اداروں کے متعلقہ شعبوں نے بانیکورٹ کے ایک حکم امتناعی کی آڑ میں ان آوارہ کتوں کو شہریوں کو کاٹنے کے لئے کھلا چھوڑ رکھا ہے۔ بہاولنگر میں پیش آنے والا یہ دلخراش واقعہ درحقیقت پورے معاشرے کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ اطلاعات کے مطابق ایک درجن سے زائد آوارہ کتوں نے معصوم بچی کو گھیر کر اس پر حملہ کیا اور اسے اس بے دردی سے بھنبھوڑا کہ وہ تڑپ تڑپ کر جان کی بازی ہار گئی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر شہریوں کی جان ومال کے تحفظ کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور انتظامیہ کب اپنی ذمہ داری کا احساس کرے گی؟ یہ محض بہاولنگر کا المیہ نہیں بلکہ پورے پنجاب میں آوارہ کتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ان کے حملوں سے انسانی جانوں کو لاحق خطرات ایک سنگین مسئلہ بن چکے ہیں۔ لاہور جیسے بڑے شہر میں بھی کتوں کے کاٹنے کے متعدد واقعات سامنے آچکے ہیں، مگر متعلقہ ادارے اس مسئلے کا مستقل اور موثر حل نکالنے میں ناکام نظر آتے ہیں۔ انتظامیہ کی جانب سے لاہور ہائیکورٹ کے ایک عبوری حکم کو جواز بنا کر آوارہ کتوں کے اتلاف کا عمل روک دیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں شہریوں کو مزید خطرات کا سامنا ہے۔ بلاشبہ جانوروں کے ساتھ کسی قسم کے ظلم کی بھی گنجائش نہیں اور ان کے تحفظ کے لئے بھی مناسب اقدامات ہونے چاہئیں، تاہم انسانی زندگیوں کی قیمت پر کسی پالیسی یا انتظامی فیصلے کا دفاع نہیں کیا جاسکتا۔ کتوں کو ویکسین لگانے کی مہم اپنی جگہ، مگر یہ طریقہ ان کتوں کے حملوں سے شہریوں کو فوری تحفظ فراہم کرنے کا موثر متبادل نہیں بن سکتا جو انسانوں، بالخصوص بچوں کے لئے جان لیوا خطرہ بن رہے ہیں۔ حکومت پنجاب کو چاہیے کہ لاہور ہائیکورٹ کو اس مسئلے کے زمینی حقائق، شہریوں کو درپیش خطرات اور حالیہ المناک واقعات سے آگاہ کر کے عبوری حکم امتناعی ختم کرانے یا اس میں ضروری ترمیم کی استدعا کرے تاکہ خطرناک اور حملہ آور آوارہ کتوں سے شہریوں کو محفوظ بنانے کے لئے قانونی دائرے میں رہتے ہوئے موثر اقدامات کئے جاسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بلدیاتی اداروں کو بھی متحرک کیا جائے اور آوارہ کتوں کی افزائش روکنے، نگرانی اور خطرناک کتوں سے نمٹنے کا مربوط نظام وضع کیا جائے۔ انسانی زندگیوں کا تحفظ بہرحال ریاست کی آئینی اور بنیادی ذمہ داری ہے۔ شہریوں، بالخصوص معصوم بچوں کو آوارہ کتوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دینا نہ صرف انتظامی غفلت بلکہ انسانیت کی بھی تذلیل ہے

ڈونلڈ ٹرمپ کی شکست پر ممکنہ اثرات

امریکا کے حالیہ مڈٹرم انتخابات میں ری پبلکن پارٹی اور ڈونلڈ ٹرمپ کی شکست دیوار پر لکھی ہوئی تھی کیونکہ انتخابات سے قبل ہی تمام تر اہم سروے کے نتائج میں وہ ڈیموکریٹس کے مقابلے میں پیچھے کھڑے نظر آئے۔ حالانکہ ڈونلڈ ٹرمپ نے ماضی میں جہاں اپنے سیاسی مخالفین کو

سلمان عابد

شکست دی تھی وہیں ان کے خلاف ہونے والے میڈیا سروے کے نتائج بھی ٹرمپ کی جیت کو روک نہیں سکے تھے۔ لیکن اس بار جو میڈیا کی سُخ پر ٹرمپ مخالف سروے آئے وہ درست ثابت ہوئے۔ ڈونلڈ ٹرمپ کی شکست کی چند بنیادی وجوہات تھیں۔ اول ڈونلڈ ٹرمپ نے خود کو امریکا اور عالمی دنیا میں جنگ مخالف شخصیت کے طور پر پیش کیا تھا اور وہ کہتے تھے کہ ہمیں جنگ اور جنگی تنازعات میں الجھنے کی بجائے معملا اپنی توجہ معیشت کی ترقی پر دینی چاہیے۔ وہ پاکستان اور بھارت میں بھی جنگ کے مقابلے میں امن کے حامی تھے اور اس کی پیش کش دونوں ممالک کو کر چکے تھے۔ لیکن حالیہ امریکا ایران جنگ کے نتیجے میں ان کی جنگ مخالف شخصیت بری طرح داغدار ہوئی اور خارجی سطح پر متاثر ہوئی اور امریکا سمیت دیگر ملکوں میں ان کی سیاسی مقبولیت میں بہت کمی آئی۔ دوئم یہ جو ایران مخالفت میں ڈونلڈ ٹرمپ نے اسرائیل کے ساتھ مل کر باہمی گٹھ جوڑ ایران کے خلاف بنایا اسے بھی امریکی عوام نے مسترد کر دیا اور وہ سمجھے کہ ٹرمپ نے اسرائیلی مفادات کے پیش نظر امریکا کو اس جنگ میں دھکیلا ہے۔ اسی طرح جو کچھ اسرائیل نے غزہ میں کیا اس پر امریکی صدر کی خاموشی کو بھی امریکا میں پسند نہیں کیا گیا۔ یہ جو امریکا سمیت دنیا میں معاشی بدحالی اور مہنگائی کا طوفان آیا ہے امریکی عوام اس کو ٹرمپ حکومت کی جنگ پر مبنی پالیسی یا مہم جوئی یا ایڈونچرز کی سیاست سے جوڑتے ہیں۔ امریکا میں موجود پاکستانی بھی ٹرمپ پالیسی سے خوش نہیں تھے اور ان انتخابات میں ٹرمپ کی مخالفت میں پاکستانی ووٹرز نے بھی فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ امریکی عوام یہ بھی سمجھتے ہیں ٹرمپ ایران جنگ کے نتیجے میں امریکا کی طاقت ور ہوا یا اس کی دفاعی طاقت کے مقدمے کو کمزور کیا اور لوگ امریکا کے مقابلے میں ایران کی مزاحمت کی پزیرائی کررہے ہیں اب ان انتخابات کے نتائج کے بعد ڈیموکریٹس نے سینٹ اور ہاؤس آف ریپریزنٹیٹو دونوں پر سبقت حاصل کرلی ہے۔ یہ نتائج بنیادی طور پر ری پبلکن پارٹی و ٹرمپ کی پالیسیوں کے خلاف سخت عوامی ردعمل تھا۔ کیونکہ عالمی سطح پر ایک سروے کے مطابق امریکا کے 60 فیصد عوام نے ایران کے خلاف جنگ کے فیصلے کو غلط قرار دیا ہے۔ خود امریکا کے وائس پریزیڈنٹ جے ڈی وینس نے اعتراف کیا ہے کہ ایران سے جنگ ہی ہار کی وجہ بنی ہے اور اب خود امریکی صدر ٹرمپ نے بھی اس شکست کو ایران کے خلاف جنگ ہی سے جوڑا ہے۔ اسی طرح کیونکہ ٹرمپ نے 2024 کے ہونے والے انتخابات میں مہنگائی کے خاتمہ کا بڑا ایجنڈا قرار دیا تھا وہ مہنگائی کے خاتمہ کی بجائے جنگوں کی سیاست میں الجھ کر امریکا میں مہنگائی پیدا کرنے کا سبب بنے۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ٹرمپ ان انتخابات کے نتائج سے زیادہ سخت کردیا ہے۔ کم اکتوبر سے نافذ ہونے والے نئے قوانین کے تحت جاپانی شہریت کے لیے صرف وہی غیر ملکی درخواست دے سکیں گے جو نہ صرف فرفر جاپانی بولتے ہوں بلکہ ان کی اوسط آمدنی ایک عام جاپانی کی اوسط آمدنی سے زیادہ ہو اور انھوں نے پنشن فنڈ میں تیس برس کے کنٹری بیوشن کے مساوی رقم ڈال رکھی ہو(مطلب نہ بھی سمجھے)۔ دائیں بازو کے اتحادِ پر مشتمل موجودہ حکومت کہتی ہے کہ ان شرائط کا مقصد غیر ملکی باشندوں کے ریاست پر مالی بوجھ بننے سے روکنا ہے (جاپانی قانوناً دوہری شہریت نہیں رکھ سکتے)۔ کہہ رہی ہیں کہ آبادی کا نہ بڑھنا جلد ایک سنگین معاشی و مالیاتی بحران کی شکل اختیار کرسکتا ہے اور دوسری جانب غیر ملکی افرادی قوت کو بلانے میں بھی ہچکچاہٹ ہے۔ غیر ملکی کارکنوں کی مخالف سنسیتو پارٹی کی پارلیمنٹ میں پندرہ نشستیں ہیں اور وہ تیسری بڑی پارلیمانی جماعت ہے۔ دو ہزار چوبیس میں سازے چھتیس فیصد جاپانی مزدور غیر ملکی کارکنوں کی آمد کے خلاف تھے۔ اب مخالفین کی تعداد چھپن فیصد سے زائد ہے۔ پنتیسکمر میں شادیاں کرنے کا رجحان بڑھا ہے اور شادی شدہ جوڑے بھی یہ سمجھتے ہیں کہ بچوں کو جنوا دقت دینا چاہیے وہ کنفالنا مشکل ہے۔ لہذا بچے پیدا کرنے سے کیا فائدہ۔ چنانچہ تعمیرات ، زراعت ، ٹرانسپورٹ اور سماجی خدمات کے شعبوں میں بالخصوص کم آمدنی والے افراد کی قوت کا بحران تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ دیہی علاقوں میں زیادہ تر بوڑھی آبادی رہتی ہے کیونکہ جوان نسل روزگار کی تلاش میں شہروں میں منتقل ہوجاتی ہے۔ جاپان میں اس وقت غیر ملکی کارکنوں کی تعداد (چالیس لاکھ) کل آبادی کا محض تین فیصد ہے۔ مگر جاپانی مزید غیر ملکی کارکن نہیں چاہتے۔ غیر ملکیوں کو مستقل سکونت کی اجازت دینے والی شرائط کو موجودہ حکومت نے پہلے سے

پاکستان ایک بہترین ثالث

صورت امن قائم ہو۔ یہ حکمت عملی نہ صرف پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علی جناح کے وضع کردہ اصولوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہے، بلکہ اس کا براہ راست تعلق پاکستان کے اندرونی معاشی استحکام اور قومی سلامتی سے بھی ہے۔ پاکستان کے قیام کے فوراً بعد جب دنیا سرد جنگ کے بلاکس میں تقسیم ہورہی تھی، قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کی بنیاد اصول پسندی، امن اور تمام قوموں کے ساتھ دوستانہ تعلقات پر رکھی۔ فروری 1948 میں امریکا کے عوام کے نام اپنے نشریاتی پیغام میں قائداعظم نے واضح کیا تھا کہ ہماری خارجہ پالیسی دنیا بھر کی تمام قوموں کے ساتھ دوستی اور خیر سگالی پر مبنی ہے۔ ہم کسی بھی ملک یا قوم کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے۔ ہم بین الاقوامی تعلقات میں دیانت داری اور انصاف کے اصولوں پر یقین رکھتے ہیں۔ اسی طرح دسمبر 1947 میں معروف برطانوی نشریاتی ادارے بی بی سی کے نمائندے رابرٹ اسٹم سن کو دیے گئے اپنے تاریخی انٹرویو اور دیگر بیانات میں قائداعظم نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ پاکستان عالمی امن کے فروغ کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کرے گا اور مسلم دنیا کے ساتھ اخلاقی وباہمی تعاون کو ہمیشہ ترجیح دے گا۔ قائداعظم کے ان فرمودات سے یہ آفاقہ نکلتا ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی جارحیت پسندی کے برعکس ہمیشہ مظلوموں کی حمایت، ملاقاتی امن اور دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت کے اصولوں پر کاربند رہی ہے گی۔ تاریخی طور پر پاکستان کے تمام برادر اسلامی ممالک اور سعودی عرب کے ساتھ انتہائی گہرے، دینی، ثقافتی اور تزویراتی تعلقات رہے ہیں جن پر کبھی کوئی آنچ نہیں آئی۔ سعودی عرب کے ساتھ پاکستان کے تعلقات باہمی اعتماد اور دفاعی تعاون کی ایک طویل تاریخ رکھتے ہیں۔ ماضی میں امن کے قیام کے لیے مختلف اوقات میں مصالحتی کوششیں بھی کی گئی ہیں، جن میں مکہ مکرمہ اور دیگر اسلامی پلیٹ فارمز پر ہونے والے معاہدات و مشاورت کا مقصد ہمیشہ مسلم امہ کے مابین پیدا ہونے والی خلیج کو پاٹنا اور اسلامی بھائی چارے کو فروغ دینا رہا ہے۔ادھر پاکستان کو سنگین معاشی اور سلامتی کے چیلنجز کا سامنا ہے، جن سے وہ بڑی مہارت اور جرات سے نمٹ رہا ہے۔ پاکستان اس وقت معاشی بحالی کے ایک طویل اور کٹھن مرحلے سے گزر رہا ہے، اس کی کوشش ہے کہ مکی معیشت کو بہتر کیا جائے، وہ ہر ایسے اقدام سے گریز کر رہا ہے کہ جس سے اس کی معیشت کو نقصان پہنچے۔ پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہا ہے، افغانستان کی جانب سے ہونے والی دہشت گردی کے منفی اثرات ملک کی داخلی سیکورٹی اور امن وامان پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔ خلیجی خطے میں جنگ کے پھیلنے سے عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگتی ہیں، جس کا براہ راست اثر پاکستان کے عام آدمی اور صنعتوں پر پڑتا ہے۔ ان تمام زمینی حقائق، معاشی مجبوریوں اور قائد

مردکا بھروسہ

کچھ عرصے قبل بھارت کے دارالحکومت نئی دہلی میں خواتین اور یونیورسٹی کی طالبات کے احتجاج کے دوران چند ایسے نعرے لگائے گئے جو سوشل میڈیا پر بہت وائرل ہوئے اور ایڈیٹ ججز کل ہمارے ہاں بھی واٹس ایپ گروپس میں شیئر کیے جا رہے ہیں۔ ایسے ہی چند نعرے مجھے میرے ایک طالب علم نے بھیجے، مثلاً۔ ''دو کچوریاں، ایک سموسہ، ان مردوں کا کیا بھروسہ!'' ''ایک آلو، دو پیاز، بھاڑ میں جائے مرد سماج!'' ان نعروں کو دیکھ کر میرے ایک طالب علم کا کہنا تھا کہ ''سر، بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ نعرے درست نہیں ہیں، لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ ان میں بیان کی گئی بات تو درست ہے۔ اب دیکھیں نا، ہمارے ہاں ماضی کی ایک مشہور اداکارہ کے ساتھ بھی ایسا ہی المیہ پیش آیا۔ کسی ایک بھی مرد نے اس کے ساتھ وفاداری نہیں کی۔ اسی طرح کے بہت سارے واقعات ہم خبروں میں پڑھتے رہتے ہیں نہ جانے ہمارے مردوں کو کیا ہو گیا ہے۔'' میں نے اس طالب علم سے کہا کہ ''کیا درست ہے اور کیا غلط، میں اس پر تو بات نہیں کروں گا، لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ کسی بھی موضوع پر بطور طالب علم ہمیں تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا چاہیے اور اس کے بعد اپنی رائے قائم کرنی چاہیے۔ مثلاً، اس قسم کے نعرے جس احتجاج میں اور جن افراد کی جانب سے لگائے گئے، آپ ذرا دوبارہ ان ویڈیوز کو غور سے دیکھیں۔ ان کے چہرے دیکھیں، ان کے لباس دیکھیں، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کا کلچر ایک عام شہری کے کلچر سے مختلف ہے۔ ان کا لباس بھی اس کی گواہی دیتا ہے۔ پھر یہ جن مسائل کی نشاندہی کر رہی ہیں، وہ مسائل حقیقی تو ہیں، مگر ان میں سے بعض مسائل ایک مخصوص طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، عام طبقے سے نہیں۔'' مثلاً، ہم خبریں دیکھتے ہیں کہ فلاں اداکار نے فلاں اداکارہ کے ساتھ برا سلوک کیا اور شادی کے کچھ ہی دنوں بعد علیحدگی اختیار کرلی یا پہلی شادی ختم کر کے فوراً دوسری شادی کر لی، یا کوئی اداکارہ اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کی داستان سوشل میڈیا پر بیان کر رہی ہے۔ اسی طرح اگر ہم اپنے ڈراموں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ان ڈراموں کی کہانیوں میں کوئی کردار اپنی بیوی سے بے وفائی کر رہا ہے، تو کسی ڈرامے میں کوئی مرد ناجائز تعلقات بڑھا رہا ہے اور کسی میں ایک مرد کسی عورت کے ساتھ عشق ومحبت کے جعلی وعدے کر رہا ہے۔ غرض، ڈراموں میں مردوں کی ایک بڑی تعداد ایسے ہی کرداروں میں دکھائی جا رہی ہے جو خواتین کے ساتھ بے وفائی، دھوکا دہی یا گھر کی خواتین پر ظلم وتشدد کرتے ہیں۔ ان ڈراموں میں یہ مرد بڑے بنگلوں میں رہتے ہیں، قیمتی گاڑیوں میں گھومتے ہیں، انھیں کمانے کمانے کی فکر نہیں ہوتی ان کے پاس پیسہ صرف عیاشی کے لیے ہوتا ہے۔ بطور طالب علم ابلاغ عامہ جب ہم اس سلسلے میں مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ میڈیا پر جو کچھ دکھایا جاتا ہے، وہ حقیقی زندگی سے بہت دور بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً، میڈیا کی کلٹیویشن تھیوری کے مطابق، ٹیلی ویژن پر طویل عرصے تک مخصوص نوعیت کے مواد کو دیکھنے سے ناظرین کے ذہنوں میں ایک خاص قسم کا تصور حقیقت تشکیل پانے لگتا ہے۔ یوں ٹیلی ویژن پر دکھائی جانے والی دنیا اور حقیقی معاشرتی زندگی کے درمیان بڑا فرق آجاتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم ناموزمگر اور فلسفی نوم چومسکی کے نظریات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک میڈیا کے ذریعے پیش کی جانے والی معلومات اور خبروں پر مختلف ادارہ جاتی، سیاسی، نظریاتی اور معاشی عوامل اثرانداز ہوتے ہیں۔ ان کے مطابق، میڈیا کا مواد اکثر مخصوص مفادات اور ایجنڈوں کے تحت تشکیل پاتا ہے اور اس عمل میں خود میڈیا کی آزادی اور مرضی بھی اکثر محدود ہو جاتی ہے۔ یوں دیکھا جائے تو جو کچھ ہم میڈیا پر دیکھتے ہیں، ہمارا ذہن معاشرتی ماحول کو بھی اسی زاویے سے دیکھنے لگتا ہے۔ اس حقیقت کو ہم جاننا چاہیں تو کبھی کسی بس میں سفر کر کے دیکھیں، عام لوگوں کے چہرے دیکھیں۔ سفر کرنے والے ان مردوں کے چہروں پر ہم باآسانی دن بھر کی وہ تھکن دیکھ سکتے ہیں جو وہ اپنے گھر والوں کے لیے محنت کرنے کے بعد اپنے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ ان کے چہروں پر وہ فکر اور پریشانی بھی بخوبی دیکھی جاسکتی ہے جو انھیں اپنے مستقبل کے متعلق لاحق ہوتی ہے۔ ان سب کے پیچھے ایک اہم وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھی صرف بیوی ہی نہیں، بلکہ اپنی ماں، بیٹوں اور بیٹیوں کے لیے بھی ایک اچھا مستقبل اور اچھی زندگی چاہتے ہیں۔ کبھی فٹ پاتھ پر بیٹھے اس مزدور کو بھی دیکھیں، جو دیکھنے میں انتہائی ضعیف ہوتا ہے، مگر ہاتھ میں اوزار لیے کام ملنے کی امید پر بیٹھا ہوتا ہے کہ کچھ پیسے مل جائیں تو اپنی بیٹی کی شادی کی تیاری کر سکے۔ ہمیں کبھی نظر نہ آنے والے اس منظر کو بھی محسوس کرنا چاہیے کہ جب ایک بھائی اپنی بہن کی تعلیم اور شادی کے اخراجات کے لیے محنت مزدوری کرتا ہے اور جب خود اس کی شادی ہو جاتی ہے تو اپنے گھر والی اور بچوں کے لیے محنت کرتا ہے۔ جب اس کی کوئی بیٹی بڑی ہونے لگتی ہے تو اس کے تعلیمی اخراجات پورے کرنے اور اس کے اچھے مستقبل کے لیے رقم جمع کرنے کی خاطر دن رات ایک کر دیتا ہے۔ وہ اپنی بیٹی کو پھیکن سے لے کر جوانی تک وقت بھی دیتا ہے اور اس پر پیسہ بھی خرچ کرتا ہے۔ دینا، خود پک اینڈ ڈراپ کی سہولت فراہم کرتا ہے، اور شادی کے موقع پر ڈھیر سارا جہیز جمع کر کے دیتا ہے۔ اسی کوشش میں کبھی وہ اپنی جوانی کی قیمتی گھڑیوں میں گھومتے ہیں، انھیں کمانے کی فکر نہیں ہوتی ان کے پاس پیسہ صرف عیاشی کے لیے سے دور مزدوری بھی کرتا ہے

تیزی سے بڑھ رہا ہوتا جاپان

ایک ماشاءاللہ ہم ہیں جو تیزی سے آبادی بڑھانے والے ممالک کی صف اول میں بھی بگٹٹ دوڑ رہے ہیں اور ایک دنیا کا چوتھا بڑا معیشتی ملک جاپان ہے جہاں لوگ نہ بچوں کی تعداد بڑھانے کو تیار ہیں اور نہ ہی تیزی سے بڑھی ہوئی آبادی کی جگہ غیر ملکی کارکنوں کی ایک معقول تعداد بلانے پر راضی ہیں۔ جاپان میں اوسط عمر چوراسی برس ہے اور سو برس سے اوپر کے انسانوں کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر ہے۔ ان میں اطاسی فیصد خواتین ہیں۔ کیوٹو شہر

وسعت اللہ خان

میں رہنے والی محترمہ فوجیو کشنو خبر سے ایک سو چودہ برس کی ہیں۔ جب کہ کاماموٹو شہر کے باسی ہکارو کاٹو اس وقت ایک سو بارہ برس کے ہیں۔ دوسری عالمی جنگ کی وسیع تر تباہی نے جاپانی معیار زندگی پر گہرے اور دیرپا اثرات مرتب کیے۔ جنگ کے فوراً بعد زبوں حال معاشی وسماجی حالات کے سبب اوسط عمر بھی کم رہی۔ مثلاً انیس سو تریسٹھ میں سو برس سے اوپر کے صرف ایک سو تریپن جاپانی زندہ تھے۔ انیس سو اکیاسی میں یہ تعداد ایک ہزار اور انیس سو اٹھانوے میں دس ہزار تک پہنچ گئی اور آج ان کی تعداد محکمہ شماریات کے مطابق ایک لاکھ سات ہزار چھ سو ستتر ہے۔ ان سب صدی زادوں کو سرکار نے ایک تعریفی سند اور روایتی شراب ساکی کا ایک کپ بطور تحفہ ارسال کیا ہے۔ (ساکی چاول سے کشید ہوتی ہے)۔ جاپانی حکومت طویل عمری کو معیار زندگی کی مثالی بہتری سے جوڑتی ہے مگر یہ شہر کے باسی ہکارو کاٹو اس وقت ایک سو بارہ برس کے ہیں۔ دوسری عالمی جنگ کی انتہائی کمی کے سبب بوڑھوں کی تعداد میں اضافے کا مطلب ان کی طبی وسماجی دیکھ بھال اور پنشنوں پر سال بہ سال بڑھتا ہوا مالی بوجھ ہے۔ طویل العمری کی کئی وجوہات بتائی جاتی ہیں۔ اگر خوراک کی بات کی جائے تو زیادہ تر آبادی کو مچھلی، چاول اور سبزیاں مرغوب ہیں، چکنائی کا استعمال کم سے کم ہے۔ آپ کو بہت کم موٹاپے یا توندیلے جاپانی نظر آئیں گے۔ ہر آدمی کسی نہ کسی مشغت، ورزش، سائکلنگ یا چہل قدمی کا عادی ہے۔ بزرگ لوگ باقاعدگی سے گروپ کی شکل میں کھلی جگہوں پر ورزش کرتے دیکھے جاسکتے ہیں۔ حالانکہ جاپان گاڑیاں بنانے والے چوٹی کے ممالک میں شامل ہے مگر عام آدمی عموماً پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کرنا پسند کرتا ہے نیز دیکھ بھال کا کلچر بلبی سپلیس اور ادویات و ورزشی آلات ان قیمتوں پر دستیاب ہیں جو جیب پر بوجھ نہ بنیں۔ اس وقت تیس فیصد جاپانیوں کی عمر پینسٹھ برس سے اوپر ہے۔ دو ہزار ستر تک یہ تعداد چالیس فیصد ہوجائے گی۔ آٹھ لاکھ جاپانی پچانوے برس سے اوپر کے ہیں جب کہ سالانہ صرف سات لاکھ بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ دو ہزار آٹھ میں جاپان کی آبادی ایک سو اٹھائیس ملین تھی جو کم ہو کر اب ایک سو تیئس ملین رہ گئی ہے۔ دو ہزار ستر میں یہ ستاسی ملین رہ جائے گی۔ یعنی مزید تیس فیصد کم آبادی میں کمی کا رجحان گذشتہ چھپن برس سے مسلسل ہے اور اب اس میں مزید تیزی آ رہی ہے۔ اگر چہ حکومت بچوں کی پیدائش کی حوصلہ افزائی اور دیکھ بھال کے لیے اچھے خاصے الاؤنسز اور طویل میٹرنٹی رخصت سمیت والدین کو متعدد ترغیبات دے رہی ہے اس کے باوجود جاپانی ماؤں میں اوسطاً شرح پیدائش ایک اعشاریہ چار سے اوپر نہیں جا پا رہی۔ جاپان میں درک کلچر بھی جوڑوں کو اس جانب راغب کرنے میں ایک رکاوٹ بتایا جاتا ہے۔ پنتیس برس سے کم عمر جاپانی مرد و زن کی اکثریت شادی کو ایک بوجھ سمجھتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ شادی کے بعد ہنی مون کے بعد ہی ایک دوسرے کی اصل شکل سامنے آتی ہے۔ اس کے بعد ایک دوسرے کو برداشت کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک اور وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ شادی کے بعد بیوی کو اپنا کیریئر قربان کرنا پڑ

صفحہ 1

صفحہ 2

صفحہ 3

صفحہ 4

صفحہ 5

صفحہ 6

صفحہ 7

صفحہ 8

صفحہ 9

صفحہ 10

صفحہ 11

صفحہ 12

صفحہ 13

صفحہ 14

صفحہ 15

صفحہ 16

صفحہ 17

صفحہ 18

صفحہ 19

صفحہ 20

صفحہ 21

صفحہ 22

صفحہ 23

صفحہ 24

صفحہ 25

صفحہ 26

صفحہ 27

صفحہ 28

صفحہ 29

صفحہ 30

صفحہ 31

صفحہ 32

صفحہ 33

صفحہ 34

صفحہ 35

صفحہ 36

صفحہ 37

صفحہ 38

صفحہ 39

صفحہ 40

صفحہ 41

صفحہ 42

صفحہ 43

صفحہ 44

صفحہ 45

صفحہ 46

صفحہ 47

DAILY NARA-E-HAQ QUETTA

Email.Naraehaq@gmail.com



گورنر بلوچستان جعفر خان مندوخیل اپنی قونصل جنرل محمد کریم توشکی کی والدہ کی وفات پر تعزیت کررہے ہیں

عوام کے جان و مال کا تحفظ پولیس کی بنیادی ذمہ داری ہے، آئی جی بلوچستان

بلوچستان پولیس صوبے میں امن و امان کے قیام جرائم کے خاتمے عوام کے جان و مال کے تحفظ اور قانون کی بلاتفریق عملداری یقینی بنانے کے لیے اپنی تمام تر پیشہ ورانہ صلاحیتیں بروئے کار لارہی ہے کوئٹہ (این این آئی) آئی جی پولیس بلوچستان محمد اعظم خان خٹک اور ڈی آئی جیز اور ڈی ایز نے ویڈیو لنک کے ذریعے منعقدہ اعلیٰ سطحی اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں صوبے بھر کی مجموعی امن و امان کی صورتحال، سنگین جرائم کی روک تھام، جرائم پیشہ عناصر کے خلاف کارروائیوں، منشیات کے خلاف جاری مہم اور پولیس کے داخلی احتساب کے نظام پر تفصیلی غور کیا گیا۔ آئی جی پولیس بلوچستان محمد اعظم خان خٹک نے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ پولیس کی ساکھ عوام کے تعاون سے ہی بہتر ہوسکتی ہے، ہر شکایت کو سنجیدگی سے لیا جائے اور ہر شہری کو انصاف کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس کا ہر اہلکار عوام کے سامنے جوابدہ ہے، کسی بھی قسم کی بدعنوانی، اختیارات کے ناجائز استعمال یا غفلت کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ آئی جی نے ہدایت کی کہ جرائم پیشہ عناصر کے خلاف بلاامتیاز کریک ڈاؤن کیا جائے، منشیات فروشی کے اڈوں کو مکمل طور پر ختم کیا جائے اور منظم جرائم پیشہ گروہوں کے سہولت کاروں کو بھی قانون کے کٹہرے میں لایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس کی کارکردگی کا براہ راست تعلق عوام کے تعاون سے ہے، اس لیے کمیونٹی پولیسنگ کے نظام کو مزید مؤثر بنایا جائے۔ اجلاس میں ڈی آئی جیز اور ڈی ایز نے اپنے اپنے علاقوں میں امن و امان کی صورتحال، جرائم کے اعداد و شمار اور کیے گئے اقدامات سے متعلق بریفنگ دی۔ آئی جی پولیس نے ہدایت کی کہ جرائم کے خاتمے کے لیے انٹیلی جنس بیسڈ آپریشنز کو ترجیح دی جائے اور ٹیکنالوجی سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔ اجلاس میں کہا گیا کہ پولیس کے داخلی احتساب کے نظام کو مزید مؤثر بنایا جائے گا اور کسی بھی کوتاہی یا غفلت کے ذمہ دار اہلکاروں کے خلاف بلاتفریق کارروائی کی جائے گی۔



صوبہ بلوچستان میں امن و امان کی صورتحال پر اعلیٰ سطحی اجلاس ہورہا ہے

جعل سی میں نوجوان نے فائرنگ کرکے خودکشی کرلی

ڈیرہ مراد جمالی (این این آئی) جعل پولیس نے نوجوان کے خود ساختہ تھانے پر ناکہ لگا کے خودکشی کروادی پولیس کے مطابق ضلع جعل سی پولیس تھانہ جعل سی کی حدود گنجوہ میں فائرنگ سے نوجوان کے خودکشی کرنے سے متعلق اطلاع پر پولیس پارٹی نے موقع پر پہنچ کر لاش کو تحویل میں لیا اور ضروری قانونی کارروائی کے لیے سول اسپتال گنجوہ منتقل کر دیا۔ واقعے کی وجوہات اور تفصیلات تاحال سامنے نہیں آسکی ہیں۔ پولیس نے واقعے کی تحقیقات اور محرکات کا تعین کرنے کے لیے کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔

سرکاری ملازمتیں کنٹریکٹ پر دینے کا فیصلہ ناانصافی ہے، سید امان شاہ

کوئٹہ (این این اے) عوام پاکستان پارٹی بلوچستان کے صوبائی صدر سید امان شاہ نے حکومت بلوچستان کی جانب سے سرکاری ملازمتیں کنٹریکٹ بنیادوں پر دینے کے فیصلے پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ بلوچستان کے نوجوان پہلے ہی بے روزگاری، معاشی مشکلات اور مستقبل کے خدشے سے غیر یقینی صورتحال کا شکار ہیں، ایسے میں صوبائی حکومت کا سرکاری ملازمتیں کنٹریکٹ بنیادوں پر دینے کا فیصلہ نوجوانوں کی مشکلات میں مزید اضافے کا سبب بنے گا۔

کوئٹہ پولیس نے گھر سے ایک شخص کی تشدد زدہ نعش قبضے میں لے لی

کوئٹہ (این این آئی) کوئٹہ پولیس نے گھر سے ایک شخص کی تشدد زدہ نعش قبضے میں لے لی۔ پولیس کے مطابق مقتل گوکلہ کے علاقے مری آباد میں کرایہ آباد میں گھر سے ایک شخص مقتل حسین الدین بلوچ کی تشدد زدہ نعش قبضے میں لیکر ہسپتال پہنچادی جہاں نعش ضروری کارروائی کے بعد ورثاء کے حوالے کردی گئی

جامعہ بلوچستان میں پروفیسر ہرہز ہرداد محمد شریف شاہوانی کی یاد میں تعزیتی ریفرنس

کوئٹہ (این این آئی) کیڈک انڈاؤمنٹ فنڈ اور ایجوکیشنل ڈیولپمنٹ ایجنسی (ایڈیشنل) کے زیر اہتمام شہید بلوچستان مرحوم شریف بلوچ کی یاد میں تعزیتی ریفرنس منعقد ہوا، جس میں سینکڑوں اساتذہ، اسکالرز، طلبہ و طالبات کے علاوہ ان کے اہلخانہ نے بھی شرکت کی۔ ریفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وائس چانسلر بلوچستان یونیورسٹی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی اینڈ مینجمنٹ پروفیسر ڈاکٹر شاہ محمد مری نے کہا کہ شریف بلوچ ایک عظیم استاد، دانشور اور علم دوست شخصیت تھے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی زندگی ہمارے لیے ایک روشن مثال ہے۔ ان کی علمی خدمات اور قربانیاں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ پروفیسر ہرہز ہرداد محمد شریف نے اپنے والد کی یاد میں تعزیتی ریفرنس کے انعقاد پر یونیورسٹی کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان کے والد نے اپنی زندگی علم کی روشنی پھیلانے کے لیے وقف کی اور ہمیشہ طلبہ کی رہنمائی کی۔ ریفرنس سے ڈاکٹر عبدالرحمٰن رفیق، ڈاکٹر عبدالحفیظ، ڈاکٹر عبدالرحیم، ڈاکٹر عبدالرحمٰن، ڈاکٹر عبدالرزاق، ڈاکٹر عبدالرحیم، ڈاکٹر عبدالرحمٰن